ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تذکروں کی روایت۔۔۔ایک جائزہ

اسامہ منور

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو

مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر نسیم خان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو

مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract:

The development of narrative writing in Urdu literature is considered to be the most important events of the 18th century AD in literature. Correctly, "Tazikra" refers to the book in which the life situations and events of the poets are written. The interest in genealogy has played a special role in the compilation of Tazriks. So, if the names of the poets and their brief biographies were collected along with the selected poems, then it was called "Tazikra" and when the collection of situations and the selection of poems was also given with the reasoned personal opinion of the author, it was The author's critical angle also began to emerge in the type of mention. Muhammad Hussain Azad's famous book "Aab e Hayat" is said to be the first developed form of this kind of mentions. In this article, the tradition of mentions has been presented in a detailed and comprehensive manner.

Keyword:

محمد حسین آزاد، آب حیات، دہلی، کلیم الدین احمد، محمد عوفی

اردو تنقید کے ابتدائی نقوش تذکروں میں ملتے ہیں۔تذکرہ نگاری اردو تنقید کی ایسی ابتدائی شکل ہے جس میں شعرائے اردو کے دستیاب حالات زندگی کے ساتھ ان کے کلام سے چند منتخب اشعار یا کچھ حصہ دیا جاتا تھا اور کبھی بھی تذکرہ نگار کلام پر اپنی رائے بھی قائم کر دیتا تھا۔اردو میں تذکرہ نگاری کے ابتدائی نقوش نے تخلیقات کے ساتھ ہی جنم لیا مگر اس کے قواعد وضوابط اور سانچے وجود میں آنے تک خاصا وقت لگا۔ادب میں تنقید کے ابتدائی نقوش دکنی ادب کے دور سے ملتے ہیں۔اگرچہ اس دور میں تنقید کا کوئی باقاعدہ تصور نہیں تھا

صرف حسن و قبح کی نشان دہی چند بندھے ٹکے لفظوں اور جملوں سے کی جاتی تھی۔ یہاں سے آگے بڑھے تو کچھ تنقیدی اشارے اردو تذکروں میں ملتے ہیں۔ان تذکروں میں بھی حسنِ کلام اور طرزِ بیان پر زور دیا جاتا ہے۔اردو کے ابتدائی تذکروں میں شاعروں کے کلام پر مشاعروں میں داد و تحسین اور تذکرہ نگاروں کی ذاتی پسند و ناپسند ہمیشہ غالب نظر آتی ہے اور تذکرہ نگار حسن و قبح کے معاملے میں کسی دلیل کا سہارا لینے کے بجائے ذاتی قیاسات اور چند مشہور اساتذہ کلام کی آرا تک محدود رہتا۔اس لیے تذکروں میں تذکرہ نگاروں کی کسی بھی شاعر یا ادیب کے بارے میں رائے مذکور کے اخلاق، بزرگی اور علم و فضیلت کے بارے میں ہوتی اور جتنے اشعار تذکرہ نگار کو یاد ہوتے یا اس کو دستیاب ہوتے انہیں وہ بلا جھجھک درج دفتر کر دیتا۔ نتیجتاً بعض شعرا کے پچاسوں، بعض کے سینکڑوں، کچھ کے پانچ دس اور بعض کا معاملہ تو اس قدر کمزور ہوتا کہ صرف ان شعرا کا نام یا تخلص بیان کر کے ان کے بارے میں محض چند رسمی الفاظ ادا کر کے تذکرہ نگار آگے بڑھ جاتا۔اسی لیے محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں اس سے پہلے تذکروں پر گرفت کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ''ان سے نہ کسی شاعر کی زندگی کی سرگزشت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ نہ اس کی طبیعت اور عادات واطوار کا حال کھلتا ہے۔نہ اس کے کلام کی خوبی اور صحت و سقم کی کیفیت کھلتی ہے۔نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معاصروں میں اور اس کے حکام میں کیا نسبت تھی۔انتہا یہ ہے کہ سال ولادت اور سال فوت تک بھی نہیں کھلتا۔''(1)

زیادہ تر تذکروں میں شاعروں کے حالات بے حد مختصر ہیں اور ان میں صرف اتنی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے کہ شاعروں کے تخلصوں کے ابتدائی حروف کا اعتبار کر کے حروف تہجی کے تحت میں ترتیب وار جمع کر دیا ہے۔ بعض تذکرہ نویسیوں نے کل شعرا کو تین طبقات میں تقسیم کر دیا ہے یعنی متقدمین، متوسطین اور متاخرین اور ہر طبقے کے شعرا کو پھر اسی طرح حروفِ تہجی کے اعتبار سے یکجا کر دیا ہے۔ شعرا اردو کے تذکرے حسیں عہد میں لکھے گئے ہیں ۔اس وقت وسائل محدود تھے اور کتابوں کی اشاعت اور ان کی ترتیب اور دیگر امور آج جیسے نہ تھے۔تذکروں کی تنقیدی و تاریخی اور ادبی اہمیت کے حوالے سے کلیم الدین احمد رقمطراز ہیں :

> '' یہ تنقید محض سطحی ہے۔اس کا تعلق زبان، محاورہ اور عروض سے ہے۔ لیکن یہ شاید کہنے کی ضرورت نہیں کہ تنقید کی ماہیت اور اس کے مقصد اور ان کے صحیح اسلوب سے بھی تذکرہ نویس واقفیت نہ رکھتے تھے۔ان تذکروں کی اہمیت تاریخی ہے اور دنیائے تنقید میں ان کی کوئی

اہمیت نہیں ہے۔اب ادبی دنیا اس قدر آگے بڑھ گئی ہے کہ ہمیں تذکروں سے کچھ سیکھنا نہیں ہے۔جہاں تک تنقید کا واسطہ ہے ان تذکروں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔"(2)

کلیم الدین احمد کی بات کسی حد تک درست ہے کہ تذکروں کی اہمیت تاریخی ہے۔یعنی ادبی تاریخ مرتب کرنے میں تذکرے مد و معاون ہو سکتے ہیں مگر تنقیدی نقطہ نظر سے ان کی اہمیت دور جدید کے تنقیدی معیارات پر پورا نہیں اتری۔تاہم ان میں بہت سی کام کی باتیں مل جاتی ہیں جو ایک محقق،ادبی مورخ اور ادیب کی نظروں میں جواہر ریزوں سے کم نہیں ہے۔حقیقت پر مبنی ہے کہ تذکروں سے جو تنقیدی معیار مرتب ہوتے ہیں ان پر آج کے ادب کو پرکھنا ممکن نہیں۔لیکن اس حقیقت سے بھی چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ جدید پیمانے پر قدیم ادب کو جانچنے کے کام نہیں آسکتے۔جو ادب جس زمانے میں تخلیق ہوا اسے اسی زمانے میں رائج اصولوں اور اسی عہد کے پسند ناپسند کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔اردو تذکروں کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ ان سے اردو تنقید اور نقادان ادب کو جلا ملی۔دراصل یہ اردو تنقید کے ابتدائی نقوش ہیں جو بے عیب نہیں ہو سکتے۔تذکرے ہماری ادبی تاریخ اور سرمایہ ادب کا ایک گراں قدر حصہ ہیں جسے نظر انداز کر کے نہ تو ہم اردو شاعری کے مطالعے ہی میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ اپنے ادبی تنقیدی شعور کے آغاز و ارتقا کی تاریخ مرتب کر سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے قدیم ادب اور شاعروں کو انھی تذکروں کے ذریعے جانا اور پہچانا ہے۔یہی نہیں بلکہ ہماری ناقدانہ بصیرت بھی انھی تذکروں کی فضا میں پروان چڑھی ہے۔

جس طرح اردو شاعری فارسی شاعری کے زیر اثر پروان چڑھی اسی طرح اردو میں تذکرہ نویسی بھی فارسی تذکرہ نویسی کے زیر اثر شروع ہوئی۔ لیکن یہ معاملہ محض تقلید ہی کا نہیں تھا تذکرہ نگاری کے اس کے علاوہ دیگر کئی وجوہات تھیں۔ فارسی کے اولین تذکرے"لب الالباب"از محمد عوفی کے بعد نہ صرف فارسی شاعروں کے بارے میں تذکرہ نویسی کی ایک باقاعدہ روایت کا آغاز ہوتا ہے بلکہ یہی تذکرہ بعد کے تذکروں کے لیے ایک ایسا تو نمونہ بھی ثابت ہوا کہ اگلی کئی نسلوں تک تذکرہ نگاری کا یہی انداز چلتا رہا۔شاعری کے بنیادی اصولوں کی تفہیم و توضیح کے علاوہ فارسی شاعری کے آغاز و ارتقا کو سمجھنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔تذکرہ کے باب سوم سے لے کر باب دہم تک فارسی شاعری کے آغاز سے تذکرہ نگار کے اپنے دور تک فارسی شعرا کے حالات اور کلام کو محفوظ کیا گیا ہے۔ان تذکرے میں شاعروں کے کلام کا بالترتیب مطالعہ کرنے سے آغاز سے تذکرہ نگار کے عہد تک فارسی شاعری کے ارتقائی مراحل کو باآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔اس تفہیم کے لیے محض قاری کے اندر ہی تاریخی شعور کافی نہیں بلکہ تذکرہ نگار بھی خود اپنے عہد کے مطابق تاریخ میں ہونے

حرفِ سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

والے تاریخی شعور سے آگاہ نظر آتا ہے۔ بعض کے تذکرہ نگاروں کو بھی ہم اس تاریخی شعور سے یکسر عاری قرار نہیں دے سکتے۔ ایران میں فارسی تذکرہ نگاری کی روایت صدیوں پر محیط ہے۔ ہندوستان میں فارسی شعرا کے لئے تذکرے اسی روایت کی توسیع تھے۔ لیکن یہاں ان تذکروں کا ذکر مقصود نہیں اس لیے یہاں اردو شاعری کے تذکروں کی روایت پر بات ہو گی ۔

اردو تذکرہ نگاری کا رواج اردو شاعری کے اولین سنہری دور یعنی میر و سودا کے دور سے باقاعدہ طور پر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اردو شاعری کو فارسی شاعری کے روبرو قدر و منزلت ملی تو اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنے کی بھی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اگرچہ یہ اہل ذوق اپنی پسند کے اشعار اپنے پاس موجود بیاضوں میں لکھ لیتے جن کی بنیاد مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام یا شعرا اکرام کا کلام جو ان کو دستیاب ہوتا وہ متعلقہ شاعر کے نام کے ساتھ بیاض میں درج کر لیتے اور بعد میں اسی بیاض کی مدد سے منتخب شعرا کا کلام مختلف محافل میں پڑھا جاتا لیکن تذکرہ نگاری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اردو اور اردو شاعری کا پہلا تذکرہ قدرے سخن، شہنشائے غزل اور سرتاج شعرائے اردو میر تقی میرؔ جو کہ ہر دور کے اہم ترین شاعر مانے جاتے ہیں انھوں نے ”نکات الشعر“ / 1165ھ بہ مطابق 1752ء میں ترتیب دیا۔ یہ اردو کا محض پہلا تذکرہ ہی نہیں بلکہ چند اہم تذکروں میں سے ایک ہے۔ ”نکات الشعر“ میں 103 اردو شعرا کے حالات زندگی اور نمونہ کلام کے ساتھ شاعر کے فنی محاسن اور فکر و فلسفہ پر بھی جامع رائے دی گئی ہے۔ ریختہ کی اقسام، اس کی خصوصیات، لب و لہجہ اور شعری محاسن وغیرہ کا اجمال اور اہم ذکر اول اول اسی تذکرے میں ملتا ہے اور تذکرے کے خاتمے پر میرؔ نے جو کچھ لکھا ہے وہ اردو شاعری کی تنقیدی تاریخ میں اہم خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نکات الشعرا کے ردِ عمل میں اور اس کی حمایت میں تذکرہ نگاری کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اردو شاعری کا یہ پہلا تذکرہ اور اس کے بعد لکھے جانے والے اکثر تذکرے فارسی زبان میں لکھے گئے کیوں کہ اس دور کی علمی و ادبی اور سرکاری زبان فارسی تھی۔ اگرچہ جدید دور کے کئی نامور نقادوں نے ان تذکروں میں یکسانیت کا شکوہ کیا ہے اس سلسلے میں کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

> ”۔۔۔۔لفاظی ہے۔ عبارت آرائی ہے۔ لیکن کوئی ٹھوس بات نہیں تذکروں۔ کا تمام نقص یہی ہے۔ ہر جگہ لفظوں کا سیلاب ہے۔ ان لفظوں سے کوئی خاص باتیں دماغ پر نقش نہیں ہوتیں۔ ہر نقش، نقش بر آب کی طرح جلد مٹ جاتا ہے. کبھی یہ عبارت آرائی مضحکہ خیر حد تک پہنچ جاتی ہے اور طبیعت منغض ہو جاتی ہے۔“(3)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

لیکن ان تذکروں کے دیگر کئی قدر شناسوں نے ان میں تحقیق و تنقید کے کئی اہم رموز کو اجاگر کیا ہے۔ان کے خیال میں یہ تذکرے الفاظ و بیان کی تکرار محض کی بجائے اپنے اندر تنوع رکھتے ہیں۔تذکروں کی اہمیت کے بارے میں سید عبداللہ لکھتے ہیں :

"تذکرہ نگاری کی مسلمہ حیثیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ان کی درج ذیل خصوصیات ہی اس کی اہمیت کا ثبوت ہیں۔

اول : وہ تذکرے جن میں صرف اعلی شاعروں کے مستند حالات جمع کیے گئے ہیں اور ضمناً کلام کا انتخاب بھی دیا ہے۔

دوم: وہ تذکرے جن میں تمام قابل ذکر شعرا کو جگہ دی گئی ہے اور مصنف مقصد تمام شعرا کے کلام کا عمدہ اور مفصل ترین انتخاب اور حالات کے جمع کرنے کی طرف زیادہ اعتنا نہیں۔ بیاضیں اور مجموعے اسی صنف میں شامل ہیں۔

سوم: وہ تذکرے جن میں اردو شاعری کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے اور تذکرے کا مقصد شاعری کا ارتقاد کھانا ہے۔

چہارم: وہ تذکرے جو شاعری کے ایک مخصوص دور سے بحث کرتے ہیں۔

پنجم: وہ تذکرے جو کسی وطنی یا ادبی گروہ کے نمائندے ہیں۔

ششم: وہ تذکرے جن کا مقصد محض تنقیدِ سخن اور اصلاحِ سخن ہے۔"(4)

سید عبداللہ نے تذکروں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ان جن چھ مختلف خصوصیات کی بناپر درجہ بندی کی ہے۔اس اعتبار سے تذکروں کے ذریعے اعلیٰ اور مستند شعرا کے حالات زندگی اور ان کے کلام کا نمونہ، مختلف شعرا کے کلام کا عمدہ اور مفصل ترین حصہ، اردو شاعری کے مختلف طبقات، ادوار اور شاعری کے ارتقا کا جائزہ، کسی مخصوص دور میں شعرا کے کلام کے مباحث، وطنی یا ادبی گروہ کی نمائندگی، تنقید سخن اور اصلاحِ سخن کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کے لیے ان تذکروں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔تذکرہ نگاری اپنے عہد کی بعض مخصوص ضرورتوں کے پیش نظر شروع ہوئی۔اس دور کی ایک مجبوری یہ بھی تھی کہ ابھی اچھا چھاپہ خانہ ایجاد نہیں ہوا تھا اس لیے انسانی ہاتھ کی تحریر ہی یادداشت ریکارڈ رکھنے کا اہم ذریعہ تھی۔تذکرہ نگاری کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں فرمان فتح پوری لکھتے ہیں :

"تذکرہ نگاری کی اہم وجوہ یہ تھیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

1-اپنی یادگار چھوڑنے کا فطری جذبہ۔

۲۔بیاض نگاری اور انتخاب اشعار کا شوق، تہذیب مشرق کے اس دور میں بیاض رکھنا اہلِ علم میں تہذیب کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ان بیاضوں میں ہمہ قسم کی معلومات درج کر لی جاتی تھیں جن سے بوقت ضرورت استفادہ کیا جاتا۔انھی بیاضوں میں اپنی پسند کے اشعار بھی درج کئے جاتے تھے۔بعض اہلِ ذوق کی بیاضوں میں اشعار بنیادی اہمیت حاصل کر لیتے تھے۔ان میں شعرا کے بارے میں بھی بعض معلومات لکھ لی جاتی تھیں۔

3۔شعرا کی معاصرانہ چشمک :تذکرہ نگاری کو ترقی دینے میں شعرا کی معاصرانہ چشمک باہمی رقابت، گروہ بندی اور علاقائی تعصب کو بھی بڑا دخل تھا۔کیونکہ بعض شعرا خود کو اور اپنے احباب کو نمایاں کرنے اور دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

4۔مشاعروں کا رواج :اٹھارہویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں شاعری تہذیب و شائستگی کی اہم ترین علامت بن گئی تھی اور مشاعرہ ایک اہم ترین ثقافتی ادارہ تھا۔ ان مشاعروں میں پڑھے جانے والے اشعار زبان زد عام و خواص ہوتے تھے اور انھیں بیاضوں میں لکھ لیا جاتا تھا۔"(5)

فارسی اور پھر اردو تذکرہ نگاری کے بارے میں عمومی رائے یہی ہے کہ اسے بہ طور فن نہیں اپنایا گیا کیونکہ اس میں فنی اصولوں کے مطابق مطلوبہ منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔تذکرہ نگار خود اپنی یا پھر اپنے ممدوحین کی شہرت کے لیے قلم اٹھاتا تھا اور حروفِ تہجی کے اعتبار سے شعرا کے بارے میں معلومات درج کرتا چلا جاتا۔لیکن تذکروں کے بغور مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ تذکرہ نگاری کی وجوہ کوئی بھی رہی ہوں اور تذکرے نے چاہے کتنی شکلیں اختیار کی ہوں ایسا بھی نہیں تھا کہ تذکرہ نگار کے ذہن میں کوئی واضح خدوخال نہ رہے ہوں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اردو تذکرہ نویسی کا آغاز میر تقی میر کے تذکرہ "نکات درالشعرا" 1165 جو بہ مطابق 1752ء سے ہوتا ہے اور اپنے ارتقائی مدارج طے کرتا ہوا مولانا محمد حسین آزاد کی تصنیف "آب حیات" مولفہ 1880ء تک برابر قائم رہتا ہے۔ اس کے بعد مغربی اور جدید علوم کے زیرِ اثر تذکرہ نویسی تنقید،تاریخ اور سوانح نگاری میں ڈھل جاتی ہے جو کہ تذکرہ نگاری سے الگ شکل ہے۔خود "آب حیات" قدیم طرز کے تذکروں سے بالکل مختلف چیز ہے۔اس میں اردو زبان کی تاریخ،انسانی مسائل و مباحث، مختلف

ادوار کی ادبی روایات و خصوصیات اور شعرا کی شخصیت و کلام پر رائے زنی کا کم و بیش وہی طریقہ ہے جو تاریخ، تنقید اور سوانح میں برتا جاتا ہے اور غالباً اردو زبان و ادب کے سارے ناقدین آب حیات کو اردو ادب کی پہلی تاریخی و تنقیدی کتاب خیال کرتے ہیں۔اس لیے انکار نہیں کہ آب حیات کے بعد بھی تذکرہ نگاری کی طرز پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً آثار الشعرائے اردو، جلوہ خضر، یادگارِ ضیغم، آثار الشعرا، آب بقاء، تذکرہ شعرائے شعرائے دکن، گل رعنا، بہار سخن زرین، انتخاب زرین، قانوس المشاہیر، تذکرہ خندہ گل، تذکرہ شاعرات ، شعرا الہند، ہندو شعرا، خمخانہ جاوید، جواہر سخن اور اور کاشف الحقائق وغیرہ جیسی تذکرہ نگاری کی کتابیں آب حیات کے بعد بھی لکھی گئیں ۔چونکہ یہ سب کتابیں آب حیات کے بعد شائع ہوئیں اس لیے تاریخ و تنقید اور سوال کی بہتر اور جامع کتابوں کے سامنے، ان کی حیثیت قدیم تذکروں کی طرح چنداں اہم نہیں رہی۔

میر تقی میرؔ کے تذکرہ ''نکات الشعرا'' جو کہ فارسی زبان میں تحریر کیا گیا اور اس میں کل 103 شعر کا ذکر ہے۔ میرؔ نے اس تذکرہ میں پرانے فارسی کے بعد تذکروں کے اصول و ضوابط کی پابندی کو ملحوظ نہیں رکھا یعنی قدیم فارسی تذکروں میں طبقات کی تقسیم قدما، متوسطین اور متاخرین اسی طرح شعرا کا ذکر حروفِ تہجی یا حروف ابجد سے کرنا ایسے اصولوں سے انحراف کیا ہے۔ میرؔ نے نہ تو شعر کی تقسیم طبقات کے لحاظ سے کی ہے اور نہ ان کا ذکر حروف تہجی یا حروف ابجد کی ترتیب سے کیا ہے۔ شعرائے دکن کا ذکر ایک ایک مختصر سی تمہید کے ساتھ وسط کتاب میں آجاتا ہے اور پھر اس کے بعد کسی تمہید کے بغیر شمالی ہند کے شعرا جگہ پاتے ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ میرؔ کا تذکرہ ''نکات الشعرا،'' تاریخی شعور رسے یکسر عاری ہے اور میرؔ کو گزرتے وقت کا کوئی احساس نہیں۔ میرؔ نے جہاں جہاں ماضی کے شعرا کا ذکر کیا ہے یا دہلی کے باہر کے شعرا کا ذکر آیا ہے وہاں کسی نہ کسی قرینے سے ان باتوں کی وضاحت بھی ہوگئی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اساتذہ فن جو دراصل فارسی کے اساتذہ فن تھے اور انھوں ابھی محض تفنن طبع کے لیے چند شعر ریختہ کے کہے میرؔ نے عموماً اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔تذکرہ کے خاتمے میں میرؔ نے خود اپنے دور میں اردو شاعری کے انداز و اسلوب پر انتہائی مختصر مگر جامع تبصرہ کیا ہے۔

اردو شاعری کے اولین تذکرے ''نکات الشعراء'' میں تاریخی احساس و شعور کے ان ابتدائی نقوش کے پیش نظر یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ بعد میں جب اردو تذکرہ نگاری ارتقائی مراحل سے گزار کر محمد حسین آزاد کی ''آب حیات'' تک پہنچی تو مغربی نظام نو آبادیات کے کم و بیش ایک صدی کے عرصے میں ہندوستان کا خطہ کئی سماجی، ذہنی اور عملی تبدیلیوں سے آشنا ہو چکا تھا۔تذکرہ نگار اپنے مخصوص عہد

کے حوالے سے پڑھے لکھے لوگ تھے اور وہ ان تبدیلیوں سے آگہی بھی رکھتے تھے اس لیے شاعری کے بارے میں تذکرہ نگاری کے خود اپنے دور کے روایتی اندازِ فکر کی پاسداری کرنے کے باوجود تذکرے کو ادبی تاریخ کے قریب کر لے آئے اس سلسلے میں معین الدین عقیل لکھتے ہیں :

> ''تاریخ اور تنقید کا باہمی امتزاج اور اشتراک ہمیں ابتدا تذکرہ نگاری ہی نظر آتا ہے۔ جس میں تذکرہ نگاروں کا تنقیدی شعور بھی شامل ہے۔ کہ جس کے زیرِ اثر وہ شعرا کا کلام منتخب کرتے ہیں۔۔۔۔ پھر ان میں گاہے گاہے تاریخی شعور بھی نظر آتا ہے۔''(6)

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ بالکل ابتدائی تذکروں میں بعض تذکرہ نگاروں نے اردو شاعروں کو متقدمین یا متوسطین اور متاخرین جیسے ادوار میں تقسیم کر کے اپنے نیم پختہ سے تاریخی شعور کا اظہار کیا ہے۔ اردو تذکروں اور اردو ادب کی تاریخوں پر کام کرنے والے اکثر محققین یہ اقرار کرتے ہیں کہ اردو شاعری کے زیادہ تر تذکرہ نگاروں کو گزرتے وقت اور خود اپنے آپ کے تاریخ کے ایک مخصوص عرصے میں ہونے کا ادراک حاصل تھا۔ ''نکات الشعرا'' سے محمد حسین کی ''آبِ حیات'' تک اردو شاعری کے عصری ماحول اور گزرتے وقت کے ساتھ اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی تفہیم کے متنوع انداز ملتے ہیں۔ ''نکات الشعراء'' کے علاوہ دیگر تذکروں میں سید فتح علی حسینی گردیزی کا ''تذکرہ ریختہ گویاں'' بھی قابل ذکر ہے۔ عربی اور فارسی کے عالم حسینی تصوف اور مذہب کے موضوعات پر خاصا علم رکھتے تھے۔ اردو میں ان کا نام دو کتابوں ''ابطال الباطل'' اور ''تذکرہ ریختہ گویاں'' کی وجہ سے معروف ہوا۔ ریختہ گویاں میں 97 شعرا کے احوال بہ لحاظ حروفِ تہجی قلمبند کیے گئے ہیں اور ان تمام شعرا کی حد سے زیادہ تعریف کی گئی ہے جن شعرا کو میرؔ کے تذکرہ ''نکات الشعرا'' میں سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ میرؔ اور گردیزی نے اپنے اپنے تذکرے کے اختتام پر ایک ہی طرح کی عبارتیں لکھی ہیں ممکن ہے کہ ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا ہو۔

اردو تذکرہ نگاری کی روایت میں ''مخزن نکات'' محمد قیام الدین قائم کا نام بھی اہمیت کا حامل ہے۔ فارسی زبان کا یہ تذکرہ 128 شعرا کے احوال کے ساتھ تین حصوں یعنی متقدمین، متوسطین، اور متاخرین شعرا کے عنوانات پر مشتمل 1168ھ میں اپنی تکمیل کو پہنچا۔ اسی طرح میرؔ حسن دہلوی کا تذکرہ ''تذکرہ شعرائے اردو'' بھی تین طبقات میں تقسیم ہے۔ اس کا مختصر سا دیباچہ ہے۔ اس کے بعد بادشاہ وقت شاہ عالم آفتاب کا ذکر ہے۔ اشعار کا انتخاب بہت خوبصورت ہے۔ شعرا کے حالات ردیف وار درج ہیں۔ میر حسن نے

کسی کی تعریف یا تنقیص سے گریز کرتے ہوئے بے لاگ تنقید کی ہے۔تذکرہ نگاری کی روایت میں نواب محمد مصطفی خان شیفتہ کا تذکرہ'' گلشن بے خار''قدیم دکنی شعرا سے لے کر انیسویں صدی کے وسط تک تمام شعری تاریخ پر محیط ہے۔اردو کے دو سو سالہ شعری سرمایہ کو اختصار کے ساتھ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ تذکرہ 1834ء میں شعرا کے مختصر حالات اور انتخاب کلام کے ساتھ مکمل ہوا۔اسی طرح شیخ غلام ہمدانی مصحفی کا تذکرہ ''ریاض الفصحا'' میں 29 2ء شعرا کا نہ صرف اپنے دور بلکہ اس سے پہلے دور کے شعرا کا بھی ذکر بلحاظ حروفِ تہجی کیا ہے۔فارسی زبان کا یہ تذکرہ ریختہ گو شعرا کے تذکرے کے ساتھ 1236ء ھ میں مکمل ہوا،اردو تذکرہ نگاری میں حمید اورنگ آبادی کا تذکرہ ''گلشن گفتار''1165ء میں مکمل ہوا۔اس تذکرے میں بتایا گیا ہے کہ شمالی ہند کی طرح دکن میں بھی تذکرہ نگاری کی رسم بارہویں صدی ہجری کے وسط میں پڑ گئی تھی۔دوسرے یہ کہ دکنی شعرا سے متعلق ایسی بہت سی معلومات ہیں جن سے شمالی ہند کے تذکرہ نگار پہلے واقف نہ تھے۔ انتخابِ کلام میں متفرق اشعار کی بجائے پوری پوری غزلیں دی ہیں۔ یہ تذکرہ''نصرتی'' سے شروع ہو کر ''عزلت'' کے ترجمے پر مکمل ہوتا ہے۔''تحفۃ الشعراء'' مرزا افضل بیگ قاقشال کا تذکرہ ہے۔فارسی زبان کا تذکرہ 62 شعرا کے تراجم کے ساتھ 1165ھ میں مکمل ہوا۔اس میں ریختہ گو اور فارسی گو دونوں شعرا شامل ہیں۔تذکرے میں شعرا کی ترتیب میں کوئی اصول نہیں برتا گیا۔شعرا کی تاریخِ پیدائش اور تاریخِ وفات پر بھی توجہ نہیں دی گئی۔تذکرے کے پہلے شاعر غلام حسین قادری اور آخر میں مرزا مظہر جان جاناں ہیں۔''چمنستان شعرا'' لچھی نرائن شفیق کا تذکرہ ہے۔ عربی ،فارسی اور علوم متداولہ میں مہارت رکھنے والے مصنف نے یہ تذکرہ 313 شعرا کے ذکر کے ساتھ بہ لحاظ نے حروفِ ابجد مرتب ہوا۔تذکرہ سراج الدین خان آرزو سے شروع ہو کر غلام سید غلام کے ذکر پر ختم ہوتا ہے۔''طبقات الشعرا'' قدرت اللہ شوق کا تحریر کردہ تذکرہ ہے۔یہ 1775ء میں چار طبقات کی تقسیم کے ساتھ.313 شعرا کی تعداد سے مکمل ہوا۔طبقہ اول میں ریختہ گوئی کے موجدین، شعرائے دکن اور ان کے بعض معاصرین کا ذکر ہے۔طبقہ دوم میں ایہام گو شعرا کو جگہ دی ہے۔طبقہ سوم میں شعرائے متاخرین اور بعض نو مشق شعر مذکور ہیں۔طبقہ چہارم میں شعرائے تازہ اور بعض تو شقان شامل ہیں۔یہ طبقہ امیر خسرو سے شروع ہو کر قدرت اللہ شوق کے تذکرے پر ختم ہوتا ہے۔''آبِ حیات '' محمد حسین آزاد کا مرتب کردہ تذکرہ ہے۔یہ 1880ء میں وکٹوریہ پریس لاہور سے شائع ہونے والی یہ کتاب موضوع و مواد کے لحاظ سے دیباچہ کے علاوہ پانچ ادوار میں تقسیم کی گئی ہے۔ہر دور اپنے عہد کی زبان بلکہ اس زمانہ کی شان دکھاتا ہے ۔''آبِ حیات''میں بیک وقت تنقید، تحقیق،تاریخ اور اسلوب کی ایسی خصوصیات ہیں جو پہلے تذکروں میں نظر نہیں آتیں۔ شعرا کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

زندگی اور کلام کے متعلق مقید آرا بھی ملتی ہیں۔ یہ اسلوب آبِ حیات کو قدیم تذکرہ نگاری سے منفرد اور ممتاز بناتا ہے۔ یہاں سے اردو تنقید کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں جو آگے چل کر حالیؔ کے مقدمہ شعر و شاعری کی صورت میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔

اردو تذکرہ نگاری کے سلسلے میں مستشرقین کا نام بھی اہمیت کا حامل ہے۔اس پر نگر کا تذکرہ'' یادگار شعرا''مولفہ 1850ء ترجمہ طفیل احمد میں ماخذات کے طور پر بیس تذکروں کی فہرست ترتیب وار دی گئی ہے۔اسی طرح مستشرق گارساں دتاسی نے ''تاریخ ادب ہندوی وہندوستانی ''میں دیباچہ میں تذکروں کی ایک طویل فہرست دی ہے۔اس کی تلخیص سب سے پہلے محفوظ الحق نے اگست اور ستمبر 1822ء کے معارف میں پیش کی۔ بعد ازاں اس فہرست کا مکمل ترجمہ ڈاکٹر ریاض الحسن نے رسالہ اردو جنوری 1950ء میں شائع کیا ۔اس فہرست میں گارساں دتاسی نے چون(54)کتابوں کا ذکر کیا ہے جو تذکرہ نگاری سے متعلق ہیں ۔تذکروں پر عمومی تبصرہ کے طور پر''دنیائے تذکرہ''کے نام سے افسر امروہوی کا ایک مضمون شائع ہوا۔اس مضمون میں اردو، فارسی شعرا کے تذکروں کے گلدستوں، بیاضوں، شعری مجموعوں اور سوانحی وتاریخی کتابوں پر ملا جلا سرسری تبصرہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں نہ تو تاریخی ترتیب کا توقیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ تذکرہ نگاری کے ادوار یا عہد متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ ضرور ہے کہ ابتدا سے لے کر 1937ء تک کی ایسی متعدد مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کے نام اس میں آگئے ہیں جو فارسی یا اردو ادب سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔

اردو شعرا کے تذکرے کے سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا مقالہ ''شعرائے اردو کے تذکرے''مطبوعہ رسالہ اردو 1942ء اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں پہلی بار تذکرہ نگاری کے فن اور اردو شعرا کے تذکروں کی اہمیت پر مدلل بحث کی گئی ہے اور اردو میں تذکرہ نگاری کا عہد متعین کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں میرؔ سے لے کر آزادؔ تک تقریباً پچیس دستیاب اور موجود تذکروں کے نام آئے ہیں۔

اردو تذکرہ نگاری کے باب میں ''دستور الفصاحت''کے مرتب مولانا امتیاز علی خان عرشی کا مقدمہ خصوصاً قابلِ ذکر ہے۔ اس میں عرشی صاحب نے نکات الشعرا سے لے کر آبِ حیات تک تقریباً پچیس ایسے شعرا کے تذکروں کا تعارف کروایا ہے جن سے موصوف نے کتاب مذکور کے حاشیوں کی ترتیب میں مدد لی ہے۔اسی طرح بعض اداروں نے تذکرہ نمبر بھی نکالے ہیں۔ فارسی تذکروں کی طرح اردو تذکرے بھی اپنی ضرورت اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے بڑے اہم ہیں ۔ان تذکروں میں بڑے رنگارنگی اور بو قلمونی

حرف وسخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ہے۔ان تذکروں کے ذریعے تذکرہ نویسوں کے مزاج، تجرِ علمی، اندازِ تحریر، علاقہ، ماحول، عہد اور مقامیت، تاریخی و ادبی شعور کا انفرادی رنگ ان تذکروں میں نظر آتا ہے۔

اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ اردو میں ادبی تنقید اور ادبی تاریخ کی داغ بیل تذکرہ نگاروں کے ہاتھوں پڑتی ہے۔تذکروں میں چونکہ شعرا کے حالات میں ایجاز و اختصار سے کام لیا جاتا ہے اس لیے کسی شاعر یا اس کے کلام کے متعلق مفصل تنقیدی رائے کی تلاش تو بے سود ہو گی۔لیکن ان میں کلام کے حسن و قبح پر اجمالاً ایسی رائیں ضرور مل جاتی ہیں جنھیں عصری نقوش و اشارات کے سوا کسی اور چیز سے تعبیر نہیں کر سکتے۔یہ تنقیدی اشارات بھی عموماً کلام کی ظاہری صورتوں سے بحث کرتے ہیں اور معنوی خصوصیات کو ہاتھ نہیں لگاتے لیکن اس سے تذکرہ نگاروں کے تنقیدی شعور پر حرف نہیں آتا۔دراصل حقیقت یہ ہے کہ یہ تذکرے جس ادبی ماحول میں لکھے گئے اور جو شاعرانہ فضا اس دور میں قائم تھی۔اس میں آج کل کی طرح موضوع و مواد کو کچھ زیادہ اہمیت حاصل نہیں تھی بلکہ عربی و فارسی شاعری اور تنقید کے زیرِ اثر کلام کی ظاہری صورت ہی کو سب کچھ سمجھا جاتا تھا۔غرض کہ جس وقت اردو فارسی کے تذکرے مرتب ہو رہے تھے اس وقت عربی و فارسی کی تنقید کے محور، موضوع، مواد یا معنی نہیں بلکہ بہشت الفاظ اور علمِ بیان کے لوازم تھے۔اس لیے تذکرہ نگاروں کے تنقیدی لب و لہجہ کو اس وقت کے مروج معیارِ تنقید سے ہٹ کر دیکھنا مناسب نہ ہو گا بلکہ ہمیں ان کی تنقیدی قدر و قیمت متعین کرنے کے لیے لفظی تنقید کے ان اصول و ضوابط کو سامنے رکھنا ہو گا جو انیسوس صدی کے وسط تک شعر و ادب کا پیمانہ خاص خیال کیے جاتے تھے۔چنانچہ اگر ہم شعرائے اردو کے تذکروں کو قدیم فنِ نقد کی روشنی میں دیکھیں تو اندازہ ہو گا کہ اختصار و ایجاز کے باوجود ان میں تنقیدی مواد کی کمی نہیں ہے۔اس سلسلے میں ابواللیث صدیقی کی رائے ملاحظہ ہو جو انھوں نے کلیم الدین احمد کے اعتراضات کے جواب میں تذکرہ نگاری کے اصول و ضوابط کے بارے میں دی:

> ”افسوس ہے کہ کلیم الدین تذکروں کی تنقید کو سترھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے تنقیدی معیار کے بجائے بیسویں صدی عیسوی بلکہ اپنے ذاتی معیار کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ورنہ تذکروں میں تنقیدی شعور کی اتنی کمی نہیں ہے جتنی کہ انھیں نظر آتی ہے۔اگر ہم عربی وفارسی۔کے مذکورہ بالا مروج اصول تنقید کو نظر میں رکھیں تو اندازہ ہو گا کہ ہمارے قدیم ترین تذکرہ نگاروں میں سے میرؔ، قائم، میر حسنؔ اور مصحفیؔ سب ہی ان اصولوں کا احساس رکھتے ہیں۔“(7)

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تذکروں کی تنقیدی اور تاریخی حیثیت کے بارے میں عبادت بریلوی اس طرح رقمطراز ہیں :

> ”تذکروں میں ان تنقیدی اشاروں کی بڑی اہمیت ہے۔ان کا تجزیہ کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ چار عناصر سے مرکب ہیں۔اول شاعر کے کلام پر رائے،دوم فارسی شاعروں سے مقابلہ ،سوم کلام پر اصلاح، چہارم اس زمانے کی ادبی تحریکوں پر اشارے اس کے علاوہ بعض تذکرے ایسے بھی ہیں جن میں شعر و شاعری کے متعلق فنی مباحث بھی مل جاتے ہیں۔“(8)

ان اقتباسات سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ شعرا اردو کے تذکروں میں جو تنقیدی اشارات کے اصول کار فرما نظر آتے ہیں وہ بے وقعت نہیں ہیں۔ان کی اہمیت آج بھی مسلم ہے اور اگر کوئی شخص اس نقطہ نگاہ سے قدیم تذکروں کا تفصیلی مطالعہ کرے گا تو یہ صرف یہی نہیں کہ یہ تذکرے اپنے وقت کے مذاق سخن ے نمائندے نظر آئیں گے بلکہ ان قائم و دائم تنقیدی اہمیت کا اعتراف بھی کرنا ہوگا۔

ادبی تنقید کی طرح اردو میں ادبی سوانح نگاری کے ابتدائی نقوش بھی انھی تذکروں میں ملتے ہیں۔ چنانچہ قدیم شعرا کی زندگی اور سیرت و شخصیت کے متعلق جتنی کتابیں یا مقالات اب تک مرتب ہوئے ہیں یا ولیؔ کے عہد سے لے کر انیسویں صدی کے اواخر تک شعرا کے متعلق جو واقعات و حالات سامنے آئے ہیں ان سب کا سرچشمہ یہی تذکرے ہیں۔دکنی شعرا سے لے کر شمالی ہند کے ممتاز شعرا کے کلام و زندگی کی جیتی تصویریں آج ہمارے سامنے ہیں وہ انھی تذکروں کی مدد سے تیار کی گئی ہیں اور یقین ہے کہ آئندہ بھی قدما پر جو کچھ لکھا جائے گا انھی تذکروں کے سہارے لکھا جائے گا۔

حوالہ جات

1۔ محمد حسین آزاد،آبِ حیات،لاہور:علم و عرفان پبلشرز،2015ء،ص: 16

2۔ کلیم الدین احمد،اردو تنقید پر ایک نظر،اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن،2016ء،ص:67

3۔ ایضاً ،ص: 25

4۔ سید عبداللہ،ڈاکٹر،شعرائے اردو کے تذکرے،طبع ثانی،لاہور:مکتبہ خیابان،1968ء،ص: 9۔ 10

5 ۔ فرمان فتح پوری ،اردو نثر کا فنی ارتقا،لاہور: مجلس ترقی ادب،1972ء،ص: 48

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

6۔ معین الدین عقیل، مقالہ: اردو تاریخ نویسی ، صورت حال اور تقاضے پیش کردہ ایک روزہ سمینار : تاریخ ادب کی تدریس اور ادبی تاریخ نویسی شعبہ اردو یونیورسٹی آف سرگودھا، 2007ء، قلمی مسودہ، ص:1

7۔ ابواللیث صدیقی، معیار شعر و سخن، مطبوعہ نگار، انتقاد نمبر، 1946ء، ص: 68

8۔ عبادت بریلوی، اردو تنقید کا ارتقا، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان اردو ، 2012ء، ص: 96